کتاب مستطاب

مجمع الفضائل

جلد سوم تا جلد سیزدہم

ترجمہ

مناقب علامہ ابن شہر آشوب رحمہ اللہ

در حالات و مناقب حضرت فاطمہ زہرا صلوات اللہ علیہا

مترجم

سید المفسرین ادیب اعظم رحمہ اللہ

مولانا سید ظفر حسن صاحب قبلہ رحمہ اللہ امروہوی

(مصنف دو سو سترہ (۲۱۷) کتب)

ناشر ... ... ظفر شمیم پبلیکیشنز ٹرسٹ ناظم آباد ۲ کراچی
مطبع ... ... قریشی آرٹ پریس ناظم آباد ۲ کراچی
کتابت ... ... سیّد شبیہ الحسن نقوی امروہوی
سال اشاعت ... ... ستمبر ۲۰۰۴ء
ہدیہ ... ... ۱۴۰ روپے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کتاب مستطاب

مجمع الفضائل

جلد پنجم

ترجمہ

مناقب علامہ ابن شہر آشوب ؒ

در فضائل حضرت ابو عبداللہ الحسین علیہ السلام

مترجم

سید المفسرین ادیب اعظم ؒ

مولانا سید ظفر حسن صاحب قبلہ ؒ امروہوی

(مصنف دو سو سترہ (۲۱۷) کتب)

رہے اور اس معاملے میں حر سے حضرت کی گفتگو برابر جاری رہی آخر حر نے کہا کہ بہتر صورت یہ ہے کہ آپ غیر معروف راستے سے نکل جائیں ورنہ اگر آپ ہم سے لڑیں گے تو ہم بھی لڑیں گے۔ حضرت نے فرمایا کیا تو مجھے موت سے ڈراتا ہے اور آپ نے اس کے شاعر کا یہ مصرعہ پڑھا ؏ سامضی فما بالموت عار علی الفتی

پس آپ نے غیر معروف راستہ اختیار کیا طرماح بن عدی طائیؓ نے کہا میں آپ کا رہنما ہوں اور یہ رجز پڑھا۔

یاناقتي لاتجزعي من زجري وامض بنا قبل طلوع الفجر
بخير فتيان وخير سفر آل رسول الله اهل الخير
السادة البيض الوجوه الزهر الطاعنين بالرماح السمر
الضاربين بالسيوف البتر

اے میرے ناقے میرے جھڑکنے سے گھبرا مت اور قبل طلوع سحر ہمارے ساتھ چل
بہترین جوانوں کے ساتھ اور بہترین سفر کے لیے جو اہل خیر اور آل رسول ہیں۔
روشن دل اور روشن چہرے والے ہیں گندمی نیزوں کے مارنے والے ہیں
اور تیز تلواروں کے چلانے والے ہیں

جب منزل عذیب الهجانات میں پہنچے تو حر مع اپنے لشکر کے لگا چلا آرہا تھا۔ حضرت نے پوچھا اب کیا ارادہ ہے۔ اس نے کہا مجھے امیر ابن زیاد نے حکم دیا ہے کہ آپ کو نینوا اور غاضریہ کے درمیان روک دوں۔ حضرت نے فرمایا مجھے نہ تو روک سکتا ہے نہ تیرا امیر۔ زہیر بن قین نے کہا اجازت دیجئے کہ ہم ان سے لڑیں ابھی یہ ایک ہزار ہیں ان سے لڑ لینا ہمارے لیے آسان ہے۔ حضرت نے فرمایا میں اپنی طرف سے جنگ کی ابتدا نہ کروں گا۔ یہ فرما کر حکم دیا آگے بڑھو جب قریہ عقر میں پہنچے تو دریافت کیا اس گاؤں کا کیا نام ہے لوگوں نے کہا عقر فرمایا میں خدا سے عقر کے متعلق پناہ مانگتا ہوں۔

آگے بڑھے تو کربلا میں پہنچے دوسری محرم روز جمعرات ۶۱ھ ہجری کو حضرت نے فرمایا بس سفر ہمارا تمام ہوا یہ مقام کرب و بلا ہے۔ یہ ہماری سواریوں کی اُترنے کی جگہ ہے یہ ہمارے اونٹوں کے بیٹھنے کی جگہ ہے یہ ہمارے مردوں کے قتل ہونے کی جگہ ہے۔ یہ ہمارے خون بہنے کی جگہ ہے۔

فوجوں کی آمد

سب سے پہلے عمر سعد چار ہزار کی جمعیت کے ساتھ آیا اس نے قرہ بن قیس کو حضرت کی خدمت میں بھیجا یہ معلوم کرنے کو کہ

آپ کس نیت سے ادھر آئے ہیں۔ حضرت نے فرمایا تمہارے شہر والوں نے خط پر خط لکھ کر مجھے بلایا ہے اس لیے میں آیا ہوں اگر میرا آنا ناگوار ہے تو میں واپس چلا جاؤں گا۔ یہ جواب سن کر عمر سعد نے ابن زیاد کو اس حال کی اطلاع دی تو اس نے جواب میں لکھا۔

الآن إذ علقت مخالبنا به ‍‍‍‍‍‍‍‍‍ يرجو النجاة ولات حين مناص

اب ہمارے پنجے اس کے اندر در آئے ہیں ‍‍‍‍‍ وہ نجات چاہتا ہے اب نجات کوسوں دور ہے

تو حسینؑ کو مجبور کر کہ وہ اور ان کے اصحاب یزید کی بیعت کر لیں اگر وہ ایسا کر لیں تو پھر جیسا ہم مناسب سمجھیں گے کریں گے اگر بیعت سے انکار ہو تو ان کو مجھ تک پہنچا دے۔

طبری نے ابن زیاد کے خط کا یہ مضمون لکھا ہے۔

جس وقت میرا یہ خط تجھے ملے تو حسینؑ اور ان کے اصحاب پر پانی بند کر دے یہاں تک کہ ایک قطرہ ان تک نہ پہنچے وہی سلوک کر جو انہوں نے تقی ولقی مظلوم عثمان امیر المومنین کے ساتھ کیا تھا۔

اس خط کے مضمون سے آگاہ ہوتے ہی عمر سعد نے عمرو بن حجاج کو پانچ سو سواروں کی جمعیت کے ساتھ گھاٹ کا پہرہ دار مقرر کیا۔ قتل سے تین روز پہلے یہ لوگ ہر طرف گھاٹ پر چھا گئے۔

طبری نے عقبہ ابن سمعان کے حوالے سے لکھا ہے کہ حضرت امام حسین علیہ السلام نے عمر سعد سے فرمایا تھا کہ مجھے چھوڑ دو تاکہ میں خدا کی کھلی زمین پر کسی طرف نکل جاؤں اور دیکھوں کہ آگے چل کر معاملہ کی کیا صورت رہتی ہے۔ عمر سعد نے ابن زیاد کو جو خط لکھا تھا اس کے آخر میں یہ بھی لکھ دیا تھا کہ اس صورت میں خدا کی مرضی بھی ہے اور اصلاح امت بھی۔

ابن زیاد نے اس خط کا جواب شمر ذی الجوشن کے ہاتھ روانہ کیا اور اس میں لکھا۔

میں نے تجھے حسینؑ کی طرف اس لیے نہیں بھیجا کہ تو ان سے دست کش ہو جائے اور نہ اس لیے کہ تو ان کی بقا اور سلامتی کا خواستگار اور نہ اس لیے کہ تو ان کے لیے مجھ سے معذرت خواہ ہو اور ان کی سفارش کرے پس اگر حسینؑ اور ان کے اصحاب میرا حکم مان لیں تو ان کو میرے پاس صحیح وسالم بھیج دے اور اگر انکار کریں تو ان پر چڑھائی کر کے قتل کر دے اور ان کو مثلہ کر دے کہ وہ اسی کے مستحق ہیں۔ بعد قتل حسینؑ ان کے سینہ اور پشت پر گھوڑے دوڑا دے اس لیے عاق وشاق ہیں اگر تو نے میرے حکم کی تعمیل کی تو تجھ کو پورے پورے انعام واکرام سے نوازا جائے گا اور ایسا کرنا منظور نہ ہو تو ہمارے لشکر سے علیحدہ ہو جا اور اپنا چارج شمر ذی الجوشن کو دیدے وہ ہمارے حکم کی تعمیل کرے گا۔

جب ابن زیاد نے عمر سعد کو قتل حسینؑ پر آمادہ کیا تو کہا تھا کہ اگر تو نے اس مہم کو سر کر لیا تو یزید سے کہہ کر حکومت رے تجھ کو دلا دوں گا اس لالچ نے عمر سعد کو قتل حسینؑ پر آمادہ تو کر لیا مگر حسینؑ کی بے گناہی کا کانٹا بھی دل میں کھٹک رہا تھا۔

اس سلسلے میں یہ اشعار اس کی زبان سے نکلے۔

فوالله ما ادري واني لواقف	افكر في امري علي خطرين
أأترك ملك الري والري منيتي	أم ارجع مأثوما بقتل حسين
ففي قتله النار التي ليس دونها	حجاب وملك الري قرة عيني
خدا کی قسم میں نہیں جانتا میں کیا کروں	میں دو عظیم الشان معاملوں میں غور کر رہا ہوں
کیا ملک رے کو چھوڑ دوں درانحالیکہ وہ میری آرزو ہے	یا میں حسینؑ کو قتل کر کے پکا پاپی بن جاؤں
حسینؑ کے قتل میں یقیناً آتش دوزخ میں جلنا ہے	لیکن ملک رے میری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے

ابن زیاد کا خط امام کے نام:

اے حسینؑ ابن علیؑ مجھے خبر ملی ہے کہ آپ کربلا پہنچ لیے ہیں۔ مجھے امیرالمومنین یزید نے حکم دیا ہے کہ اپنی کمر تکیے سے نہ لگاؤں اور خمیری روٹی نہ کھاؤں جب تک تم کو خدائے لطیف وخبیر تک نہ پہنچا دوں یا تم سے اپنے امیر یزید بن معاویہ کی بیعت نہ لے لوں۔

امام نے یہ خط پڑھ کر فرمایا لیس له جواب لانه قد حقت عليه كلمة العذاب. (جس کو عذاب خدا اپنی لپیٹ میں لے چکا اس کو جواب دینے کی ضرورت ہی نہیں)

سپاہ کوفہ و شام کی تعداد

۳۵ ہزار فوج ابن زیاد نے اس صورت سے روانہ کی۔

حر کی ماتحتی میں	ایک ہزار	کعب ابن طلحہ کے ساتھ	تین ہزار
عمر سعد کی سرکردگی میں	چار ہزار	شمر کے ہمراہ	چار ہزار شامی
یزید بن رکاب کی ماتحتی میں	دو ہزار	حصین بن نمیر کے ساتھ	چار ہزار
مضایر بن رہینہ کے ساتھ	تین ہزار	نصر بن حرشہ کے تحت	دو ہزار
شیث ابن ربعی کے تحت	ایک ہزار	حجار بن الجبر کے ساتھ	ایک ہزار

سپاہ حسینی کی تعداد

تمام اصحاب حسین بہاسی تھے جن میں بتیس سوار تھے اور سوائے نیزہ و تلوار کے اور کوئی ہتھیار ان کے پاس نہ تھا۔